EKIHK5

۲۔ اپنے ہمسایے سے

کنہیا لال کپور

پہلی بات : ایک مرتبہ دو گپ باز بیٹھے ہوئے اپنے خاندان کے بارے میں بڑی بڑی باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے کہا: میرے دادا کے پاس اتنا بڑا اصطبل تھا کہ جس میں بیک وقت دس ہزار گھوڑے رکھے جاسکتے تھے۔ دوسرے نے کہا: میرے نانا کے پاس اتنا طویل بانس تھا کہ جب وہ اسے لے کر گھر کی چھت پر کھڑے ہوتے تو بانس بادلوں تک پہنچ جاتا۔ جب چاہتے بادلوں کو ہلا کر بارش برسا لیتے۔ پہلے گپّی نے پوچھا: تمھارے نانا اتنا بڑا بانس آخر رکھتے کہاں تھے؟ دوسرے گپ باز نے کہا: اور کہاں رکھتے، تمھارے دادا ہی کے اصطبل میں رکھ دیا کرتے تھے۔

بعض لوگ اپنی جھوٹی شان دکھانے کے لیے اسی طرح شیخی بگھارتے ہیں۔ اکثر پڑوسی بھی اپنے آپ کو اوروں سے بہتر ثابت کرنے کے لیے مبالغہ آرائی سے کام لیتے اور دھوکا دیتے ہیں۔ کنہیا لال کپور نے ذیل کے مضمون میں اسی سماجی بُرائی کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔

جان پہچان : کنہیا لال کپور ۲۷؍ جون ۱۹۱۰ء کو ضلع لائل پور میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے وہ انگریزی کے استاد مقرر ہوئے۔ بعد میں گورنمنٹ کالج، موگا (پنجاب) میں انھیں پرنسپل کے عہدے پر فائز کیا گیا اور یہیں ۵؍ مئی ۱۹۸۰ء کو ان کی وفات ہوئی۔ طنز و مزاح میں جرأت اور بے باکی کنہیا لال کپور کی خاص پہچان ہے۔ وہ سماجی ناہمواریوں کی جاندار تصویریں پیش کرتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں طنز اور احتجاج کا پہلو نمایاں ہے۔ انھیں پیروڈی لکھنے میں خاص مہارت حاصل تھی۔ ان کے طنزیہ و مزاحیہ خاکے بھی مقبول ہوئے۔ 'نوکِ نشتر، بال و پر، سنگ و خشت، چنگ و رَباب' اور 'کامریڈ شیخ چلّی' ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

آؤ میاں سمجھوتا کرلیں۔ آج تک ہم ایک دوسرے پر رعب جمانے کے لیے ایسی باتیں اور حرکتیں کرتے رہے ہیں جنھیں فضول ہی نہیں، مضحکہ خیز کہا جاسکتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے، آخر ہم کب تک ایک دوسرے کو محض مرعوب کرنے کے لیے اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرتے رہیں گے یا جھوٹ بول کر اپنی عاقبت خراب کریں گے؟ کیوں نہ ہم اس حقیقت کو تسلیم کرلیں کہ ہم دونوں میں سے کوئی بھی رئیس ابنِ رئیس نہیں بلکہ تم ایک معمولی تاجر ہو اور میں ایک معمولی معلم ہوں اور دونوں پچھلے پانچ برس سے ایک دوسرے کو دھوکا دینے کی بیکار کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ اگر تم کہتے ہو کہ تمھارا بھائی دہلی میں مجسٹریٹ ہے تو میں تمھیں مطلع کرتا ہوں، میرا بھائی الٰہ آباد ہائی کورٹ کا جج ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تمھارا بھائی کسی مجسٹریٹ کا چپراسی ہے اور میرا کوئی بھائی ہی نہیں کیونکہ میں اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا ہوں۔

دو سال ہوئے تم نے کہا تھا، میں بیوی اور بچوں کے ساتھ کسی صحت افزا مقام غالباً نینی تال جا رہا ہوں۔ اور میں نے تمھیں بتایا تھا، میں بھی مع اہل و عیال اوٹاکمنڈ جا رہا ہوں۔ لیکن تم نینی تال گئے اور نہ میں اوٹاکمنڈ۔ تم نے وہاں نہ جانے کا یہ بہانہ ڈھونڈا کہ یک لخت تمھاری بیوی کی طبیعت خراب ہوگئی اور ڈاکٹر نے اُسے گھر پر مکمل آرام کرنے کے لیے کہا ہے۔ میں نے اوٹاکمنڈ نہ جانے کی یہ وجہ بتائی کہ میرے سالے کی شادی ہے اور مجھے اُس کا انتظام کرنا ہے۔ لطف یہ ہے کہ مجھے معلوم تھا، تمھاری بیوی بھلی چنگی ہے اور

تمھیں پتا تھا کہ میرے سالے کی شادی تو کیا، ابھی سگائی تک نہیں ہوئی۔ پچھلے دنوں جب تم نے مجھ پر رعب جمانے کے لیے قسطوں پر ایک فریج خریدا تو میری بیوی میرے سر ہوگئی کہ ہمارے گھر میں فریج ضرور ہونا چاہیے۔ چنانچہ نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے فریج خریدنا پڑا۔ اب سنا ہے کہ تم قسطوں پر ٹیلی وِژن سیٹ خریدنا چاہتے ہو۔ خدا کے لیے ایسا نہ کرنا۔ ورنہ میں تباہ ہوجاؤں گا۔ فریج کی قسط بھی بڑی مشکل سے ادا کرتا ہوں اور اگر ٹیلی وِژن کی قسط بھی ادا کرنی پڑی تو میرا تو دیوالہ ہی پٹ جائے گا۔ میں جانتا ہوں، کم وبیش تمھارا بھی یہی حال ہے۔ یعنی بقول شاعر ؎

تم مسکرا رہے ہو مگر جانتا ہوں میں
بہتر تمھارا حال نہیں میرے حال سے

یہ دوسری بات ہے کہ تم کھلے بندوں کبھی اس بات کا اعتراف نہیں کروگے کہ ہم دونوں ایک ہی ناؤ میں سوار ہیں۔

کبھی کبھی تم میرا قافیہ تنگ کرنے کی خاطر اپنی بیوی کے لیے قیمتی ساڑی یا زیور لے آتے ہو۔ اُسے پہن کر جب تمھاری بیوی شیخی بگھارتی ہے، ''یہ ساڑی پانچ سو میں آئی ہے۔ یہ زیور دو ہزار روپے کا ہے،'' تو میری بیوی کے سینے پر سانپ لوٹنے لگتے ہیں اور وہ اُسی دن سے فرمائش کرنے لگتی ہے کہ اس سے قیمتی ساڑی یا زیور لائیے، نہیں تو مجھے کھانا ہضم نہیں ہوگا اور نہ ہی نیند آئے گی۔

گزشتہ اتوار کو تمھاری بیوی نے اپنے بچے کے جنم دن پر پچیس عورتوں کو مدعو کیا۔ اب میری بیوی کا تقاضا ہے کہ دو ہفتوں کے بعد جب میں اپنے بچے کا جنم دن مناؤں گی تو کم از کم پچاس عورتوں کو دعوت دوں گی ورنہ ہمسائی کی نظر سے گر جاؤں گی۔

ہر بات میں ایک دوسرے کو نیچا دِکھانے کی تمنا یہ رنگ لائی ہے کہ اب بیماریوں کے معاملے میں بھی ہم ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ میری بیوی کہتی ہے، ''کل رات مُنّے کو ایک سو چار ڈگری بخار تھا۔ بیچارا ساری رات ہائے ہائے کرتا رہا۔'' تو تمھاری بیوی فوراً منہ بنا کر جواب دیتی ہے، ''ایک سو چار ڈگری بخار بھی کوئی بخار ہوتا ہے؟ تین دن ہوئے ہماری بڑی منّی بیمار پڑ گئی، تھرما میٹر لگایا تو معلوم ہوا ایک سو چھے ڈگری بخار ہے۔ وہ چھے گھنٹے بے ہوش پڑی رہی لیکن میں ذرا بھی نہیں گھبرائی۔ ڈاکٹر تک کو فون نہیں کیا۔ سوچا، بخار ہی تو ہے۔ خود بخود اُتر جائے گا۔''

ایک دن تمھاری بیوی اور میری بیوی اس موضوع پر بحث کر رہی تھیں کہ سوتے وقت تم زیادہ زور سے خراٹے لیتے ہو یا میں۔ تمھاری بیوی کہہ رہی تھی، ''وہ جب خراٹے لیتے ہیں تو اُن کے خراٹوں کی آواز ایک فرلانگ سے سنی جاسکتی ہے۔'' میری بیوی اسے بتا رہی تھی ''ہمارے صاحب جب خراٹے لیتے ہیں تو اُن کے خراٹوں کی آواز سوِل ہسپتال میں سنائی دیتی ہے۔ کئی بار ڈاکٹر ہمارے گھر یہ پوچھنے کے لیے آتے ہیں کہ خیریت تو ہے؟''

ہماری بیویوں کی دیکھا دیکھی ہمارے بچے بھی لاف زنی کی عادت کا شکار ہوگئے ہیں۔ اگر تمھارا بچہ کہتا ہے، ''مجھے ہر روز دو روپے جیب خرچ کے لیے ملتے ہیں، تو میرا بچہ اس کا مذاق اُڑاتے ہوئے جواب دیتا ہے، ''اونہہ، صرف دو روپے! ہمیں تو ہر روز پانچ روپے ملتے ہیں۔'' اگر تمھارا بڑا لڑکا کہتا ہے، ''میرے باپ نے ایک دفعہ مٹی کا تیل بلیک مارکیٹ میں فروخت کرکے سات ہزار روپے کمائے تھے،'' تو میرا لڑکا اس سے بازی لے جانے کی نیت سے اُسے بتاتا ہے: ''میرے ڈیڈی نے ایک مرتبہ اسکول کے فنڈ سے دس ہزار روپے اُڑا لیے تھے۔''

صورتِ حال اتنی نازک ہوگئی ہے کہ ڈر لگتا ہے کہ کسی دن ہم دونوں اپنے بچوں یا بیویوں کے بیانات کی بنا پر گرفتار نہ کر لیے جائیں اِس لیے آؤ، آج سے سمجھوتا کر لیں کہ آئندہ نہ ہم اور نہ ہماری بیویاں اور نہ بچے، ایک دوسرے پر رعب ڈالنے کی کوشش کریں گے بلکہ بڑی شرافت کے ساتھ تسلیم کر لیں گے کہ ہم دونوں معمولی حیثیت کے آدمی ہیں اور اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم رئیس ہیں تو ایک دوسرے کو نہیں صرف اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔

معانی واشارات

رئیس ابنِ رئیس – مالدار باپ کا مالدار بیٹا، خاندانی امیر
مجسٹریٹ – جج
یک لخت – اچانک
سر ہو جانا – ضد کرنا
دیوالہ پٹ جانا – بڑا نقصان ہونا
کھلے بندوں – سب کے سامنے، ظاہر میں
ایک ہی ناؤ میں سوار ہونا } ایک جیسے مسئلے کا شکار ہونا
قافیہ تنگ کرنا – پریشان کرنا
سینے پر سانپ لوٹنا – حسد کے مارے بے چین ہونا
نیچا دِکھانا – بے عزّت کرنا
رنگ لانا – ظاہر ہونا، نتیجہ سامنے آنا
لاف زنی کرنا – ڈینگیں مارنا

مشقی سرگرمیاں

* سبق کا بغور مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیوں کو ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ مصنف اور ہمسایے کی ایک دوسرے کو مرعوب کرنے والی حرکتیں مختصراً بیان کیجیے۔
۲۔ نینی تال اور اوٹا کمنڈ کی سیر کو نہ جانے سے متعلق مصنف اور ہمسایے کی غلط بیانی کو تحریر کیجیے۔
۳۔ مصنف کے ہمسایے کے فریج خریدنے کی وجہ لکھیے۔
۴۔ اپنا دیوالہ پٹ جانے کے اندیشے سے متعلق مصنف نے ہمسایے سے جو درخواست کی، اسے لکھیے۔
۵۔ مصنف اور ان کے ہمسایے کی گرفتاری سے ڈرنے کی وجہ بیان کیجیے۔
۶۔ جن سماجی برائیوں کے خلاف سبق لکھا گیا ہے، انھیں لکھیے۔
۷۔ ذیل کے شعر کو نثر میں لکھیے۔

تم مسکرا رہے ہو مگر جانتا ہوں میں
بہتر تمھارا حال نہیں میرے حال سے

۸۔ سبق کے مطابق ذیل کے نکات کو مصنف اور ہمسایے کے کالم میں تحریر کیجیے:
پانچ سو کی ساڑی ، کھانا ہضم نہ ہونا ، نیند نہ آنا ، پچاس عورتوں کی دعوت ، ایک سو چھے ڈگری بخار ، خراٹے ایک فرلانگ تک سنائی دینا۔
۹۔ سبق کے کسی ایک واقعے کے تعلق سے اپنی رائے دیجیے۔

* ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔

۱۔ سبق کے چار محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔
۲۔ ذیل کے الفاظ کی ضد سبق سے تلاش کر کے لکھیے :
سنجیدہ ، انکار ، غریب ، اختلاف ، دن ، باہوش ، صحت مند ، خرید

* مصنف کے بچوں اور ہمسایے کی لاف زنی کو جدولی تقسیم میں درج کیجیے۔

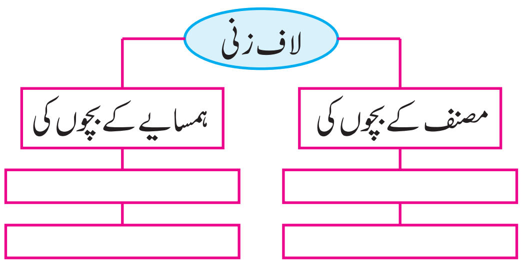

* ذیل کا شکلی خاکہ مکمل کیجیے۔

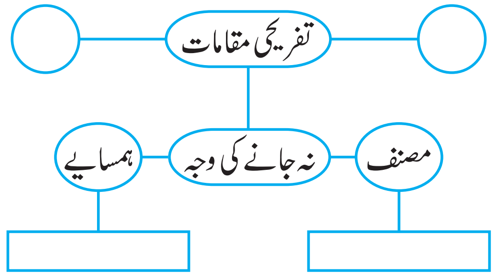

تحریری سرگرمیاں/منصوبے :

* ’ایک انار سَو بیمار‘ اس مَثَل کو عنوان بنا کر کوئی دلچسپ واقعہ تحریر کیجیے۔
* ”میرے ہمسایے“ کے موضوع پر دس یا پندرہ سطروں کا مضمون لکھیے۔
* ’ہائے میرا دیوالہ پِٹ گیا!‘ اِس عنوان پر دلچسپ مضمون تحریر کیجیے۔
* سبق میں لفظ ’کم و بیش‘ استعمال ہوا ہے۔ اس طرح واؤ عطف کی چار ترکیبیں لکھیے۔

میری ڈائری (ایک طالب علم کے قلم سے)

۵/ جولائی بروز اِتوار : آج اسکول کی تعطیل ہے اس لیے سوتا رہا مگر اچانک اپنے دوست کی امریکہ روانگی کا خیال آیا تو جھٹ پٹ اُٹھ بیٹھا۔ نہا دھوکر کپڑے تبدیل کیے اور اپنی سائیکل سے احمد کے گھر چلا گیا۔ امریکہ کے سفر کے لیے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور اسے رخصت کرکے وہاں سے لوٹ آیا۔

۶/ جولائی : آج اسکول میں صدر مدرّس صاحب نے غالبؔ کی غزل پڑھائی۔ بڑا مزہ آیا۔

۷/ جولائی : آج صبح ہی سے سماں خوش گوار ہے۔

۸/ جولائی : دوپہر کے وقت معمولی بونداباندی کی وجہ سے کچھ اُمس محسوس ہورہی ہے۔

۹/ جولائی : ڈاکیے نے کتابوں کا پارسل لاکر دیا۔ اس میں میری پسندیدہ کتاب ’پرواز‘ بھی تھی۔

۱۰/ جولائی : بڑے بھیا بنگلور سے آرہے ہیں۔

۱۱/ جولائی : امتحان کی فیس اسکول میں داخل کرنے کی آج آخری تاریخ ہے۔

اضافی معلومات

پڑوسی

اسلام نے قرابت داری اور رشتے داری کے بعد سب سے زیادہ ہمسایے اور پڑوسی کے ساتھ صلہ رحمی پر زور دیا ہے۔ اسلامی احکامات کی رو سے پڑوسی ہمارے حد درجہ رفاقت، ہمدردی اور نیک سلوک کے مستحق ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے ہمسایے کے حقوق کی اتنی تاکید کی گئی ہے کہ میں خیال کرنے لگا کہ شاید اب اسے وراثت میں حصے دار بنا دیا جائے گا۔

اللہ کے رسولؐ نے متعدد احادیث میں ہمسایوں کے ساتھ نیک برتاؤ اور حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ ایک حدیث میں پڑوسیوں سے حسنِ سلوک کے سلسلے میں آپؐ نے فرمایا، ”وہ شخص مومن نہیں جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے امن میں نہ ہو۔“ دوسرے مقام پر آپؐ نے پڑوسیوں کے حقوق کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا، ”وہ شخص ایمان نہیں رکھتا جو خود پیٹ بھر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہ جائے۔“ آپؐ اپنے صحابہؓ کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ اپنے بچوں کے لیے اگر پھل لاؤ تو ہمسایے کے گھر بھی بھیجو ورنہ چھلکے باہر نہ پھینکو تاکہ غریب ہمسایے کا دل نہ دُکھے۔

حضرت محمد ﷺ کی ایک مشہور حدیث کا مفہوم ہے کہ وہ شخص جنتی نہیں ہوسکتا جس کی بدزبانی سے اس کے پڑوسی پریشان رہیں۔ ساتھ ہی آپؐ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جس شخص کے اخلاق و اطوار اور اس کے طرزِ سلوک سے اس کے ہمسایے خوش ہوں اور اسے اچھا کہتے ہوں تو وہ بے شک اچھا شخص ہے اور کسی شخص کے بارے میں اس کے پڑوسی اچھی رائے نہ رکھتے ہوں تو وہ اچھا نہیں ہوسکتا۔

اسلام نے بڑی تفصیل کے ساتھ پڑوسیوں کے ساتھ ہمدردی، حسنِ سلوک اور خیر خواہی کے جذبات کو پروان چڑھانے اور اس کے ذریعے اچھے سماج کی تعمیر کی تاکید کی ہے۔